جناب مولانا حکیم محمود احمد ظفر صاحب سیالکوٹی

اسلام کا تصوّرِ نبوّت

قسط ۲

اب جس طرح ہماری مادی زندگی میں غلہ مہیا کرنے والا کاشتکار، ہمارے لئے کپڑا بننے والا جولاہا، زیور بنانے والا سُنار، ہمارے بیٹھنے کے لئے کرسیاں اور میز بنانے والا بڑھئی، ہماری جسمانی بیماریوں کا علاج کرنے والا طبیب اور اس مادی کائنات سے اسرار کی نقاب کشائی کر کے ان اشیاء سے باخبر کرنے والا حکیم کہلاتا ہے۔ اسی طرح ہماری روحانی زندگی کی جملہ ضروریات فراہم کرنے والا اور وحی ربّانی سے فیض پاکر روحانیت کے نئے نئے اصول وضع کرنے والا اور حیاتِ روحانی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے کا نام اصطلاحِ شریعت میں نبی اور رسول ہوتا ہے۔

ضرورتِ نبوّت

جب نبی کی تعریف (DEFINATION) سے پتہ چل گیا کہ ہماری روحانی زندگی کی جملہ ضروریات کو فراہم کرنے والے کا نام نبی ہوتا ہے۔ تو اس سے نبوّت کی ضرورت کا بھی علم ہو گیا، کیونکہ جس طرح اس دنیا میں لاتعداد جسمانی امراض ہیں۔ کچھ جگر سے متعلق ہیں۔ اور کچھ طحال و معدہ سے، اسی طرح اس دنیا کا قریباً ہر انسان روحانی طور پر مختلف قسم کے امراض میں مبتلا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ بخار اور دیگر جسمانی امراض کی اس قدر کثرت نہیں جس قدر روحانی علل و امراض کی کثرت ہے۔ تو پھر بھی کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔

پھر جس طرح جسمانی امراض بخار، طاعون، ٹائیفائڈ اور اسہال وغیرہ کے ازالہ کے لئے ڈاکٹر اور طبیب کی اشد ضرورت ہے۔ اور کوئی آدمی اس ضرورت کا انکار نہیں کر سکتا اسی طرح بغض و کینہ، ظلم و تعدی، غرور و تکبّر، کذب و بد دیانتی، شراب خوری اور زناکاری وغیرہ امراضِ روحانیہ کے ازالہ کے لئے بھی روحانی حکماء کی اشد ضرورت ہے۔ جو مرض کی اچھے طریقے سے تشخیص کر کے اس کا علاج تجویز کریں اور روحانی مریض اس نسخہ کو استعمال کر کے اُس سے

شفایاب ہوں۔

حق تعالیٰ نے یہاں ہمارے جسموں کی صحت کے لئے مختلف جڑی بوٹیاں پیدا فرمائیں جن کو استعمال کر کے ہم شفاء حاصل کرتے ہیں۔ پھر کوئی مریض بغیر طبیب کے بتائے ہوئے کوئی دوا استعمال نہیں کرتا۔ بلکہ اگر کوئی زیادہ عقل کا دعویٰ کر کے طبیب کی مرضی کے بغیر کسی دوا کو استعمال کرے اور وہ اس کی طبیعت کو راس نہ آئے تو بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی انسان بغیر کسی روحانی طبیب کے مشورہ (CONSULTATION) کے اپنا علاج کرنا چاہیے یا اُن لوگوں سے اپنا علاج کروائے جو اس معاملہ میں اہلیت نہیں رکھتے تو بجائے فائدہ کے الٹا نقصان کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

لیکن جب کوئی روحانی مریض اُس روحانی طبیب (نبی) کی تشخیص کے مطابق تجویز کردہ نسخہ کو آزمائے گا۔ تو اس کی جملہ روحانی امراض کا ازالہ ہو کر وہ روحانی اخلاق اُس کے اندر پیدا ہو جائیں گے۔ جن کو انسانی زندگی کی معنویت کہا جاتا ہے۔ بلکہ آج دنیا میں جہاں کہیں بھی یہ انسانی معنویت اور انسانی اخلاق کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں، یہ سب نتیجہ ہے انبیاء علیہم السلام کے علمی نکات، فکری استدلال اور وجدانی کیفیات کے نقوشِ پا کا جو انہوں نے اپنی کامل اور اکمل حیاتِ طیبہ میں وقت کی شاہراہ پر چھوڑے۔ انبیاء علیہم السلام کے انہیں نقوشِ پا پر چل کر آج دنیا اپنی منزل تلاش کر رہی ہے۔ کتنا صحیح فرمایا حکیم الامت تھانویؒ کے خلیفہ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم نے کہ :—

> "آج جہاں بھی عدل و میزان کا وجود ہے، وہ کسی یونانی حکیم یا یورپین فلاسفر کی تعلیم و تصنیف اور تقریر و خطبہ کا اثر نہیں ہے۔ بلکہ طبقۂ انبیاء ہی کے بے واسطہ یا بواسطہ تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں کیسے ہی بہترین مبلّغ سہی۔ مگر نیکی، عدل، احسان، ہمدردی نیکوکاری، حسن خلق کی تعلیم، تبلیغ اور دعوت الٰہی کی زبانوں سے ہو رہی ہے۔ جو رسولوں کے پیرو اور پیغمبروں کے تابع ہیں —— جو عقیدہ کے ملحد ہیں ان کی بھی نیکوکاری انہی پیغمبروں کے دانستہ فیضانِ تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اس بناء پر جو لوگ ذہنی طور پہ پیغمبروں کے منکر ہیں وہ بھی علمی طور سے اُن کی تعلیم کے مقر اور معترف ہیں۔" (سیرت النبی۔ جلد ۴ صفحہ ۲۰۶)

اس کے ساتھ یہ چیز بھی ذہن میں رہے کہ جسمانی مریض اگر اپنی کھوئی ہوئی صحت کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو اُن کے لئے ضروری ہے۔ کہ طبیب یا ڈاکٹر جس غذا یا دوا کو مضرِ صحت بتائیں اُسکو

بے چون وچرا مان لیں۔ کیوں اور کیسے کا تکرار اپنی جہالت کو آشکارا کرنا اور اپنی صحت سے کلیتہً ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔ اُس دوا یا غذا کی کیفیات سے وہ آشنا ہوں یا نہ ہوں وہ اس کو استعمال کرتے رہیں۔ اسی طرح ان مریضوں کو بھی جو اپنی روحانی صحت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اپنے روحانی اطباء (انبیاء علیہم السلام) کے ہر حکم کو بے چون وچرا تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اُن کے حضور سوال وجواب کی تکرار بعض دفعہ ابدی موت پر منتج ہوتی ہے — چنانچہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ	اے ایمان والو! نہ اونچی کرو اپنی آوازیں
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ	نبیؐ کی آواز سے بڑھا کر اور نہ چلّا کر بات
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ	کرو آپ سے مثل بات کرنے کے آپس میں
وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔ (الحجرات)	ایک دوسرے سے (کہیں ایسا نہ ہو) کہ

تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں (اُن کے ضائع ہونے کا) شعور بھی نہ ہو۔

اسی شے کو امام غزالی رحمۃ اللہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"مجھے قریباً دس سال کی خلوت اور عزلت کے بعد ذوق و وجدان اور حلاوتِ ایمان سے اس بات کا انکشاف ہوا کہ انسان کی تخلیق بدن اور قلب سے ہے۔ قلب سے مراد وہ حقیقتِ روحانیہ ہے جو حق تعالیٰ کی معرفت کا محل ہے۔ نہ کہ گوشت اور خون کا لوتھڑا جس میں مردے اور بہائم بھی آدمی کے شریک ہیں۔ پھر جس طرح بدن کے لئے صحت اور بیماری ہے۔ جس میں یہ ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قلب کے لئے بھی صحت وسلامتی ہے اور نجات اُسی کو حاصل ہو گی جو حق تعالیٰ کے حضور میں قلب سلیم لے کر حاصل ہو گا۔ پھر جس طرح قلب کے لئے صحت ہے، اسی طرح اُسے مرض بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ جس میں اس کیلئے اخروی ابدی ہلاکت مضمر ہوتی ہے۔ جیساکہ اللہ رب العزت قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ۔ (اُن کے قلوب میں مرض ہے) حق تعالیٰ سے جہالت اور ناآشنائی زہر قاتل ہے۔ اور خواہشات اور ہوائے نفسانی کی اتباع سے حق تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی قلبی بیماری ہے۔ حق تعالیٰ کی معرفت جہالت کے زہر قاتل کے لئے تریاق ہے۔ اور ہوائے نفسانی کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت قلبی بیماریوں کی دوائے شافی ہے۔ اور امراض قلبیہ کا ازالہ اور گم شدہ صحت کا حصول ان ادویہ ہی

سے ہے۔ جیساکہ جسمانی امراض کا ازالہ اور حصول صحت ادویہ پر منحصر ہے۔ پھر جسطرح جسمانی ادویہ کا حصولِ صحت میں موثر ہونا عقلاء کی عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس میں اطباء کی پیروی اور تقلید ضروری ہے۔ جنہوں نے اس چیز کو انبیاء علیہم السلام سے حاصل کیا اور انبیاءؑ نے ان کے خواص اپنے نورِ نبوت سے معلوم کئے۔ اسی طرح عبادات کی ادویہ کے خواص اور اُن کا خاص حد اور خاص مقدار میں امراضِ قلبیہ کے لئے مفید صحت ہونا، اس کی وجہ بھی عقل سے معلوم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اس کے لئے بھی انبیاء علیہم السلام کی اتباع اور پیروی ضروری ہے۔ جنہوں نے نہ کہ عقل سے بلکہ نورِ نبوّت سے ان اشیاء کے خواص معلوم کئے ہیں۔ پھر جس طرح ادویات کا مختلف النوع، مختلف المقدار اور مختلف الاوزان ہونا حکمت سے خالی نہیں۔ اسی طرح عبادات کا جوکہ امراض قلبیہ کی ادویات ہیں۔ مختلف النوع اور مختلف المقدار سے مرکب ہونا خالی از حکمت نہیں۔ جیسے سجود کا رکوع سے دو چند ہونا اور صبح کی نماز کا عصر کی نماز سے نصف ہونا۔ اس کا علم بھی صرف نورِ نبوت سے حاصل ہوسکتا ہے۔ اور جو شخص ان چیزوں کے اسرار و حِکَم عقل سے مستنبط کرنا چاہتا ہے۔ یا اُن کو محض اتفاقی اور خالی از حکمت سمجھتا ہے، وہ بیوقوفی اور جہالت کے قعرِ مذلت میں گرا ہوا ہے۔ اور جس طرح ادویہ کے کچھ اصول و ارکان اور کچھ مکملات ہیں۔ جو اپنی جگہ پر الگ الگ خاصیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح سنن و نوافل ارکان عبادات کے مکملات ہیں۔ مختصر یہ کہ باطنی اور روحانی امراض کے طبیبِ حاذق انبیاء علیہم السلام ہیں"

(المنقذ من الضلال ص۱۱۷)

(باقی آئندہ)

بقیہ: ضرورتِ وحی سے ہدایت یافتہ ہوتا تو ہدًی للضالین ہونا چاہئے تھا۔ (گمراہوں کے لئے ہدایت) امام جلال الدین سیوطی نے سچ لکھا ہے۔ کہ علمی اصطلاحات نے لوگوں کو الجھن میں ڈال دیا ہے۔ یہاں تقویٰ لغوی مراد ہے شرعی نہیں۔ شاہ عبدالقادرؒ نے ترجمہ میں اس نکتہ کو اس طرح سمجھایا اور شبہ کو حل کیا کہ "ہدایت ہے ڈر والوں کے لئے"۔ جس طرح گندم کا بیج نہ ہو تو گندم نہیں اُگ سکتا۔ اس طرح قلب کی زمین کا بیج اللہ کا ڈر ہے قلب زمین ہے۔ اور قرآن بارش۔ اب اگر زمین بیج سے خالی ہو یعنی قلب میں اللہ کا خوف اور ڈر نہ ہو تو ہدایت کیسے حاصل ہوگی۔ نفسیاتی حقیقت بھی یہی ہے کہ جس کا ڈر ہوگا طلب بھی اُسی کی ہوگی جس کو ڈر نہیں طلب و جستجو بھی نہیں ہوگی۔ (باقی آئندہ)